اور نہ ماننے والے کا بھرکس نکال دیتے تھے۔

امام سراج وہاج نے وہاں نرمی و محبت سے دعوت الی اللہ کا آغاز کیا' لاتعداد سیاہ فام مسلمان ہوگئے' ان کے خطاب کے وقت مسجد کا دامن تنگ پڑنے لگا اور پھر انھوں نے اعلان کر دیا کہ آیندہ سے اس علاقے میں جرائم پیشہ لوگوں کا داخلہ بند ہے۔ اگر کوئی منشیات فروش یا جرائم پیشہ دکھائی دیا تو وہ اپنے انجام کا خود ذمہ دار ہوگا۔ اب وہی علاقہ امن و آشتی کا علاقہ ہے۔ امریکی حکام بھی امام سراج وہاج کے کردار کے معترف ہیں' بلکہ ان کے لیے ایوارڈ کا اعلان کر چکے ہیں اور امام سراج اسی نرمی و محبت سے لوگوں کے دل جیتتے چلے جا رہے ہیں۔

امام سراج وہاج سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ملاقات رہی۔ آخر میں وہ بار بار یہی کہتے کہ قاضی صاحب' آپ نے مجھے کام کرنے کا نیا حوصلہ دیا' آپ نے میرے جذبوں کو جوان کر دیا اور قاضی صاحب انھیں کہہ رہے تھے کہ آپ کے کام کو دیکھ کر اور آپ کی باتیں سن کر ہمیں نئی ہمت و ولولہ ملتا ہے۔ اس ملاقات میں دیگر امریکی مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیا گیا' آیندہ کے امکانات و خدشات زیر بحث آئے اور باہم ربط و ضبط بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ ہم نے امام سراج سے جماعت کے سالانہ اجتماع میں شرکت کا وعدہ لیا۔

امریکہ میں مقیم مسلمان ایک قوت اور حقیقت ہیں۔ یہ قوت اور خود پاکستان میں جماعت اسلامی کی اہمیت و منزلت' امریکی ذمہ داران میں بھی' مسلمانوں کے ساتھ گفت و شنید کی ضرورت کا احساس پیدا کر رہی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس صورت حال میں امریکہ میں مقیم مسلمانوں کے باہمی ربط کے لیے اقدامات کریں اور امریکی معاشرے اور ذمہ داران کے سامنے اسلام کا حقیقی اُجلا چہرہ پیش کریں۔

۴

بنگلہ دیش میں دینی مدارس: نئے رجحانات

ڈاکٹر ممتاز احمد ○

دنیا میں' عالم اسلام میں' سب سے زیادہ عربی مدارس' مدارس کے اساتذہ اور مدارس کے طلبہ بنگلہ دیش میں ہیں۔ یہ امتیاز کسی اور مسلمان ملک کو حاصل نہیں ہے۔ اس وقت بنگلہ دیش میں ۶۰ لاکھ ایسے

○ پروفیسر' ہیمپٹن یونی ورسٹی' امریکہ۔ یہ تحریر دینی مدارس پر انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز' اسلام آباد کے سیمی نار منعقدہ ۳ جولائی ۲۰۰۰ء میں پیش کی جانے والی گفتگو پر مبنی ہے۔

افراد ہیں جو کسی نہ کسی حیثیت سے مدارس سے وابستہ ہیں۔

بنگلہ دیش میں تین طرح کے مدارس ہیں: ایک' وہ جو حکومت سے کوئی امداد اور تعاون نہیں لیتے' نجی ہیں۔ ان کو قومی یا خارجی مدارس کہتے ہیں۔ دوسرے' عالیہ مدارس ہیں جو نجی ہیں لیکن حکومت سے مالی اعانت وصول کرتے ہیں۔ تیسرے' خالصتاً سرکاری مدارس ہیں جن کی تعداد چار ہے۔ ان کو بھی عالیہ مدرسہ کہا جاتا ہے۔ ایسے عالیہ مدرسے ڈھاکہ' بوگرہ' راج شاہی اور جیسور میں ہیں۔ قومی مدرسوں کی تعداد ۶ ہزار ۵ سو ہے۔ یہاں مکمل درس نظامی پڑھایا جاتا ہے۔ اس میں سے ۳۰ فی صد مدارس میں دورہ حدیث بھی ہوتا ہے۔ ۱۹۹۳ء میں ایسے مدارس کی تعداد صرف ۱۲ یا ۱۳ فی صد تھی جہاں دورہ حدیث کا انتظام تھا۔ اس اضافے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے بنگلہ دیش کے علما کی بہت بڑی اکثریت درس نظامی مکمل کر کے دورۂ حدیث کے لیے دیوبند جایا کرتی تھی لیکن بھارتی حکومت نے اس خطرے کے پیش نظر کہ یہ سارے لوگ آئی ایس آئی کے ایجنٹ کے طور پر بھارت جائیں گے' ویزے بند کر دیے۔ اس کے نتیجے میں بنگلہ دیش میں مدارس نے خود دورہ حدیث کے انتظامات کیے۔ اس وقت صرف ڈھاکہ میں ۲۸ مدارس ایسے ہیں جہاں دورۂ حدیث ہوتا ہے۔ قومی مدارس کے اساتذہ کی تعداد ایک لاکھ ۳۰ ہزار اور طلبہ کی تعداد ۱۳ لاکھ ۶۲ ہزار ۵ سو ہے۔

عالیہ مدارس میں درس نظامی کے ساتھ جدید علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ ان مدارس کو حکومت' اساتذہ کی تنخواہوں کا ۸۰ فی صد اور توسیع و ترقی کے لیے ۷۵ فی صد تک امداد دیتی ہے۔ یہ مدارس پوری طرح سے نجی ہیں لیکن ان کے امتحانات کلی اور داخلی سطح پر ایک مدرسہ ایجوکیشن بورڈ لیتا ہے جو حکومت کا ادارہ ہے۔ ان مدارس کی تعداد ۶ ہزار ۹ سو ۶ ہے۔ ان میں اساتذہ کی تعداد ایک لاکھ ۱۷ ہزار ۲ سو ہے' جب کہ طلبہ کی تعداد ۱۸ لاکھ ۸۷ ہزار ۳ سو ہے۔

چار سرکاری عالیہ مدارس میں طلبہ کی تعداد اوسطاً ۳ ہزار ہے۔ ان کے اخراجات ۱۰۰ فی صد حکومت کرتی ہے۔ طالبات کے قومی مدارس کی تعداد ۲۰۰ کے قریب ہے۔ طالبات کے ان مدارس میں مکمل درس نظامی پڑھایا جاتا ہے۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ ان مدارس میں ۲۰ فی صد اساتذہ خواتین ہیں جو خود عالمہ دین ہیں۔

ایک عمل جو جنرل ارشاد کے زمانے سے شروع ہوا وہ ابتدائی مدارس / مکتب کا قیام ہے جو مسجدوں سے بھی منسلک ہیں اور مسجدوں سے الگ بھی ہیں۔ اس وقت ایک اندازے کے مطابق ان کی تعداد ۱۸ ہزار ہے۔ ان میں اساتذہ کی تعداد ۸۵ ہزار ہے اور طلبہ کی تعداد ۲۰ لاکھ ہے۔ اس طرح ابتدائی' قومی' عالیہ' سرکاری و غیر سرکاری سب ملا کر تقریباً ۳۳ ہزار مدارس ہیں اور ان میں طلبہ اور اساتذہ کی مجموعی

تعداد ۶۰ لاکھ ہے۔

تمام قومی مدارس میں انگریزی زبان لازمی قرار دی گئی ہے۔ اس وقت کوئی ایک بھی ایسا قومی مدرسہ نہیں ہے جس میں انگریزی زبان نہ پڑھائی جاتی ہو۔ ان مدارس میں انگریزی کی تدریس کے معیار میں ضرور فرق ہوگا' کسی میں بہتر ہے کسی میں کم بہتر' لیکن پڑھائی ہر جگہ جاتی ہے۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ تمام قومی مدارس میں پرائمری ایجوکیشن تدریس کا حصہ بنا دی گئی ہے۔ پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ طلبہ کو براہ راست درس نظامی میں لیا جاتا تھا۔ اب پرائمری تعلیم درس نظامی کا لازمی حصہ بن گئی ہے۔ جو بچہ پرائمری اسکول سے شروع کرتا ہے' اسے سائنس' سوکس' جغرافیہ' انگریزی زبان' بنگلہ زبان' سب پڑھایا جاتا ہے۔ پرائمری کا یہ سارا نصاب پڑھ کے طالب علم درس نظامی میں جاتا ہے۔

تقابل ادیان سارے مدارس میں شامل کر لیا گیا ہے۔ بنگلہ دیش میں تقابل ادیان سے مراد یہودیت' عیسائیت' بدھ ازم اور ہندوازم ہے۔ ایک اور تبدیلی جو آئی ہے وہ یہ کہ مدارس پاکستان کی طرح اپنے اپنے وفاق میں شامل ہیں۔ اس وقت دو بڑے وفاق ہیں۔ ایک "وفاق المدارس" ہے جس کا صدر مقام پوٹھیاں مدرسہ ہے جو چٹاگانگ کے پاس ہے۔ دوسرا "انجمن اتحاد المدارس" ہے جس کا صدر مقام ڈھاکہ میں ہے۔ ایک کے ساتھ ایک ہزار ۱۵ سو اور دوسرے کے ساتھ ۸۵۰ مدارس کا الحاق ہے۔ یہ دونوں وفاق ہر سال کے امتحان الگ لیتے ہیں اور فائنل امتحان الگ لیتے ہیں۔ پورے بنگلہ دیش میں ایک وقت میں امتحانات ہوتے ہیں۔ امتحانی مراکز' نگران اور سپروائزر سب خود مقرر کرتے ہیں اور سندیں وفاق کی طرف سے دی جاتی ہیں۔ ایک بڑی تبدیلی یہ ہوئی ہے کہ داخلے' امتحان' سب پیشہ ورانہ انداز سے ہو رہے ہیں۔ تین چار مدرسے ایسے ہیں جن کا سارا ڈیٹا کمپیوٹر پر موجود ہے۔

کئی مدارس میں ٹیکنیکل ایجوکیشن بھی بڑی حد تک ہے۔ ۸ ہزاری مدرسہ بھارت بلکہ پورے برعظیم میں دوسرا بڑا مدرسہ ہے' دیوبند سے ۷ سال بعد قائم ہوا' اس کی صد سالہ سالگرہ ابھی منائی جانے والی ہے۔ اس میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کا پورا انتظام ہے۔ ٹیکنیکل سے مراد محض جلدبندی نہیں ہے' بلکہ باقاعدہ ان کو جدید ٹیکنیکل مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے۔ پوٹھیاں مدرسہ جو ۱۹۴۷ء میں قائم ہوا اس میں بھی ٹیکنیکل تعلیم دی جاتی ہے۔ پوٹھیاں مدرسے میں' میں نے دیکھا کہ تقریباً ۵۰ فی صد طالب علم ایسے تھے جو فاضل / گریجویٹ ہونے کے بعد کسی بھی ہسپتال میں جا کر میڈیکل پریکٹیشنر کے طور پر کام کر سکتے تھے۔ ہر شخص کو انجکشن لگانا آتا تھا' مرغیوں کو بھی اور انسانوں کو بھی۔ ہر شخص بنیادی طبی کورس کر چکا ہوتا ہے۔

اے زیڈ ایم شمس العالم صاحب جو العرفہ اسلامی بنک کے چیئرمین ہیں' انھوں نے مجھے بتایا کہ دو سال

پہلے انھوں نے قومی مدرسوں سے درس نظامی کے فارغ گریجوایٹس کو اپنے بنک میں آفیسر کے طور پر ملازمت میں لیا۔ اس وقت ان کے بنک میں ۶۰ افسر ہیں جن کے پاس کوئی انگریزی کی تعلیم نہیں تھی۔ انھوں نے کسی کالج یا یونی ورسٹی سے بی کام یا ایم بی اے نہیں کیا تھا' درس نظامی کے فارغ التحصیل تھے۔ انھوں نے ان ۶۰ طالب علموں کو ۶ ماہ کی ٹریننگ دی۔ میرے اس موجودہ دورے کے دوران انھوں نے مجھے ان سے ملوایا۔ ان کے منیجنگ ڈائرکٹر کا یہ کہنا تھا کہ ان کی پیشہ ورانہ کارکردگی' جدید پڑھے لکھوں سے بدرجہا بہتر تھی۔ وہاں ایک راستہ یہ بھی کھل رہا ہے اور اس پر یہاں ہمیں سوچنا چاہیے۔

عالیہ مدارس کی روایت کو دیکھنا چاہیے۔ عالیہ مدرسے میں میٹرک' ایف اے' بی اے' ایم اے ان چار سطحوں تک تعلیم دی جاتی ہے۔ اسے داخل' عالم' فاضل اور کامل کہتے ہیں۔ بنگلہ دیش کی حکومت نے داخل کو میٹرک کے اور عالم کو انٹرمیڈیٹ کے برابر تسلیم کر لیا ہے۔ نتیجتاً عالیہ مدرسے کے ۸۰ فی صد گریجوایٹس قومی تعلیم کے دھارے میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ ڈھاکہ یونی ورسٹی' چٹاگانگ یونی ورسٹی اور راج شاہی یونی ورسٹی میں داخلہ لے لیتے ہیں اور پھر اپنے اپنے مضامین میں ایم اے' بی اے کر لیتے ہیں۔ اس وقت بنگلہ دیش کی سول سروس' آرمی' پرائیویٹ سیکٹر میں' بنک کاری میں بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو عالیہ مدرسوں کے گریجوایٹس ہیں۔ وہ درس نظامی کے مکمل طور پر ماہر ہیں۔ مزید یہ کہ انھوں نے ایف اے' بی اے سطح کے جدید مضامین بھی پڑھے ہوئے ہیں۔ اس وقت ڈھاکہ' راج شاہی' چٹاگانگ' جہانگیر نگر' ان ساری یونی ورسٹیوں میں فارسی' اردو' عربی' اسلامی تاریخ' اسلامیات' ان تمام شعبوں کے ۱۰۰ فی صد اساتذہ عالیہ مدرسوں کے گریجوایٹس ہیں۔ پاکستان کی یونی ورسٹیوں میں اس کا بہت کم امکان پایا جاتا ہے۔ عالیہ مدرسوں سے بہت سے نامی گرامی لوگ نکلے ہیں۔ اس وقت بنگلہ دیش کے جو چوٹی کے اہل علم و دانش ہیں' ان کی خاصی بڑی تعداد عالیہ مدارس سے نکلی ہے۔

۷۳-۱۹۷۲ء میں جب شیخ مجیب الرحمٰن یہاں سے واپس گئے تو انھوں نے مدرسوں کے اوپر ایک وار کرنے کی کوشش کی۔ "قدرت خدا کمیشن" بٹھایا گیا' اس کمیشن کی بنیادی رپورٹ یہی تھی کہ مدرسوں کے نظام کی کوئی ضرورت نہیں ہے' ان کو ختم کر دیا جائے۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ان کا خیال تھا کہ یہ مدارس دلالوں اور رضاکاروں کے مراکز تھے اور پاکستان کی حمایت کرنے والوں کی بڑی تعداد دراصل انھی مدرسوں کے طلبہ کی تھی۔

دوسری طرف سیکولر عناصر کا خیال تھا کہ اسلام کی جڑیں اس ملک میں اس وقت تک مستحکم رہیں گی جب تک یہ مدارس رہیں گے۔ "قدرت خدا کمیشن" نے رپورٹ کے ساتھ ہی ایک سروے کیا کہ ہماری سفارشات کے بارے میں لوگوں کا ردعمل کیا ہے۔ اس سروے کے جواب دینے والوں میں یونی ورسٹیوں

کے پروفیسر اور مغربی تعلیم یافتہ دانش ور تھے۔ ان میں سے ۹۰ فی صد لوگوں نے یہ کہا کہ مدرسوں کو نہ چھیڑا جائے اور ۹۵ فی صد نے یہ کہا کہ مدرسوں کو کسی نہ کسی صورت میں ہر حالت میں باقی رکھا جائے۔ اس سروے سے شیخ مجیب الرحمٰن کی آنکھیں کھل گئیں۔ انھوں نے اپنا ارادہ جو تبدیل کیا اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ انھیں معلوم تھا کہ عوام کے اندر اور خاص کر مغربی تعلیم یافتہ لوگوں کے اندر مدرسوں کے لیے کتنی خیرسگالی پائی جاتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ پاکستان میں مدارس کی عوام میں وہ بنیاد، وہ روابط (linkages)، وہ ہمدردی اور خیرسگالی نہیں ہے جو بنگلہ دیش میں مدارس کی تھی کہ مغرب زدہ طبقہ بھی کھڑا ہو گیا اور انھوں نے کہا کہ آپ ان مدرسوں کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔

دو رجحانات کا میں خاص طور پر تذکرہ کرنا چاہتا ہوں:

میرپور ڈھاکہ میں ایک مدرسہ حال ہی میں تعمیر کیا گیا ہے جس کا نام ہے دارالارشاد مدرسہ۔ اس مدرسے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صرف کالج گریجوایٹس کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ پہلے آپ کے پاس یونی ورسٹی کی بی اے کی ڈگری ہو، پھر آپ کو درس نظامی میں داخلہ دیا جائے گا۔

میرپور ڈھاکہ میں ایک اور مدرسہ دو سال سے قائم ہے، اس کا نام ہے ڈھاکہ کیڈٹ مدرسہ۔ اس میں عام مضامین کے لیے ذریعہ تعلیم انگریزی ہے اور اسلامی علوم کے لیے عربی۔ میں اس مدرسے میں گیا اور آپ یقین کیجیے کہ ان کے طلبہ ڈھاکہ یونی ورسٹی کے گریجوایٹس سے بہت بہتر، بے انتہا خوب صورت انگریزی بولتے تھے، بلکہ ان کے علم کی وسعت بھی یونی ورسٹی گریجوایٹس کے مقابلے میں بہتر تھی۔ یہ مدرسہ اور اس طرح کے دو تین مدرسے عنقریب چٹاگانگ میں شروع کیے جانے والے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس مدرسے کا گریجویٹ بنگلہ دیش کے چوٹی کے انگلش میڈیم اسکولوں کے گریجوایٹس کے مقابلے میں کھڑا ہو سکتا ہے۔

ایک آخری بات، میں ڈھاکہ میں تھا جب وزیر خزانہ کبریا نے اس سال کا بجٹ پیش کیا۔ اخبار پر نظر پڑی کہ بجٹ میں ۵ سو کروڑ ٹکا مدارس کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ اسی سیمی نار میں ایک صاحب نے بتایا ہے کہ حکومت پاکستان نے بہ کمال مہربانی ۱۵ لاکھ روپے کی "خطیر" رقم پاکستانی مدارس کی تعمیر و ترقی کے لیے عطا کرنے کا فیصلہ کیا ہے!

ابوالکلام آزاد کے شہرہ آفاق رسائل الہلال، البلاغ کے مکمل فائل
۹ جلدیں--- ہر جلد میں ۱۲ صد صفحات، قیمت: ۵۰۰ روپے فی جلد
سہ سالہ منصوبہ، ہر چھٹے مہینے ایک جلد کی طباعت
۲۵۰ روپے پیشگی جمع کروانے پر، ہر جلد ۲۵۰ کی روانہ ہو گی
حماد ارشد بن عبدالرشید ارشد- الہلال اکیڈمی، ۲۵ سی، لوئر مال، لاہور